© rasailojaraid.com

بدست محمد چوہان

مدرسہ مولویاں رحیم یار خان

ایک ورق ـــــ اپنی تاریخ سے

گرمی کا موسم، فصل کا موقع اور بڑی بات یہ کہ خشک سالی! لیکن یہ ایسے مخلص اہل اسلام تھے کہ حضور ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اشارہ ابرو پر ہر قربانی کے لئے تیار تھے۔ یہ وہ موقع تھا جب جناب رسالت مآب صلعم کو اطلاع ہوئی کہ رومی فوجیں ایک بہت بڑے لاؤ لشکر کے ساتھ مدینۃ النبی کا رُخ کر رہی ہیں۔ مرسلِ برحق باطل قوتوں سے خائف ہو جاتے.... یہ ممکن نہ تھا باوجودیکہ اسلام نے اب پورے عرب پر غلبہ پا یا تھا اور دین اسلام کے سر بکف اور تیغ بدست مجاہدین امن، سلامتی اور آسودگی کے اس عرصہ میں تربیت نبوی کے نُور سے ایک "تمدن آفرین، خلاقِ آئینِ جہاں داری" عرب معاشرہ کی تخلیق و تشکیل میں منہمک تھے کہ یکایک گویا طبل جنگ بج اٹھا اور شمشیر و سنان کی جھنکاریں مدینہ کے طول و عرض میں گونج گئیں۔ حضور نے عام چندے کی اپیل کی تو جان طلبی کے ساتھ زر طلبی بھی طالبان دین کو گراں نہ گزری۔ ہر ایک نے اپنی مقدرت سے بڑھ کر مال اسباب نذر کیا۔ حضرت ابو عقیل رضؓ کی جیب ایک پائی کی متحمل نہ تھی۔ اس لئے رات بھر سقائی کرتے رہے۔ معاوضہ میں چار سیر چھوہارے ملے۔ دو سیر بچوں کے لئے چھوڑے اور دو سیر خدمتِ نبوی صلعم میں لائے۔ حضرت عثمان غنی رضؓ نے جی کھول کر امداد کی۔ حضرت عمر رضؓ نے گھر کا نصف مال آقا و مولاؐ کی بارگاہ میں حاضر کر دیا۔ معاً ابو بکر رضؓ آ پہنچے۔ صادق صلعم نے صدیقؓ سے فرمایا۔ کہو ابو بکر رضؓ اہل و عیال کے لئے کیا چھوڑ آئے؟ عرض کیا گیا کہ عمر صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول بس!

جب صدقات کا انبار لگ گیا۔ سالارِ عرب کو ابو عقیل رضؓ کی شانِ فیاضی کا خیال آیا اور ارشاد ہوا کہ میرے غریب صحابی کے چھوہارے سب صدقات پر پھیلا دیئے جائیں گے .... یقیناً ابو عقیل رضؓ قربانی میں سب سے بڑھ گئے تھے۔ مسلمانوں کے ایثار و قربانی اور جوش و سرمستی کا مظاہرہ ہی کچھ ایسا تھا کہ دشمن کے ولولے سرد ہو گئے اور عساکرِ اسلام شام سے گزر کر مقامِ تبوک تک جا پہنچیں تو اطراف و جوانب کے غیر مسلم قبیلے جزیہ دے کر امن کے طالب ہو گئے! آج کہنے کو... غزوۂ تبوک ہماری تاریخ و سیرت کی کُتب کا سادہ سا ورق ہے۔ مگر یہی ورق ہماری نام نہاد مسلمانی کے لئے کس قدر شفاف آئینہ ہے؟

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ضرورتِ نبوّت

چنانچہ حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہٗ فرماتے ہیں :۔

"اور یہ بھی انبیاء کرام علیہم السلام کی سیرۃ مقدسہ میں داخل ہے کہ وہ تہذیب نفس اور ملت کی سیاست کے سوا دوسرے امور میں مشغول نہ ہوں۔ مثلاً وہ ان امور سے کوئی تعرض نہیں کرتے کہ عالم اور فضاء میں جو حوادث واقع ہوتے ہیں ان کے اسباب کیا ہیں؟ جیسے کہ بارش، سورج گرہن، ہالہ، ژالہ باری، نباتات اور حیوانات کے عجائبات، شمس و قمر کی رفتار، روزانہ کے حوادث و واقعات کے اسباب وغیرہ اور وہ ملوک و سلاطین اور حکومتوں اور مملکتوں کے قصوں اور حالات وغیرہ سے بھی کوئی تعرض نہیں کرتے۔ اگر ان امور کا کبھی ذکر بھی کرتے ہیں تو صرف اس قدر جن سے ان لوگوں کے کان پہلے ہی سے آشنا ہوتے ہیں اور ان کی عقلیں ان سے مانوس ہوتی ہیں اور وہ بھی صرف تذکیر بنعمۃ اللہ اور تذکیر بایام اللہ یعنی خدا تعالیٰ کی نعمتوں کی یاددہانی اور تاریخی واقعات سے نصیحت و عبرت حاصل کرنے کی غرض سے۔ اور پھر بھی محض استطراداً اور منبعاً اور اجمالی طور کہ جس کا کوئی مضائقہ بھی نہیں اور پھر وہ بھی استعارات اور مجازات کی شکل ہیں۔ چنانچہ اسی وجہ سے جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگوں نے چاند کے گھٹنے اور بڑھنے کے اسباب کی بابت سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے اس سوال سے اعراض فرماتے ہوئے جواب میں مہینوں کے فوائد بیان فرما دیئے۔ چنانچہ فرمایا :۔ یسئلونک عن الاھلۃ، قل ھی مواقیت للناس والحج (اے پیغمبر! یہ لوگ تم سے نئے چاندوں کے بارے میں دریافت کرتے ہیں۔ آپ فرما دیجئے کہ وہ لوگوں کے لیے اور حج کے لئے اوقات کی شناخت کے آلہ ہیں"

(حجۃ اللہ البالغہ مبحث ۶ باب ۲)

نبی اور رسول میں فرق

نبوت کے دوسرے پہلوؤں پر بحث کرنے سے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قبل مناسب معلوم ہوتا ہے کہ نبی اور رسول کے درمیان فرق کو واضح کر دیا جائے۔ اس سے ایک تو آئندہ صفحات کی بحث زیادہ اچھے طریقے سے ذہن نشین ہوگی اور دوسرے کئی ایک شکوک بھی حل ہو جائیں گے۔ جو نبی اور رسول کی بحث میں اکثر و بیشتر پیش آتے ہیں۔

دنیائے اسلام کے مشہور محقق شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے نبی اور رسول کے درمیان فرق کو اپنی کتاب "النبوات" میں وضاحت سے بیان فرمایا ہے جس کا خلاصہ ہمارے الفاظ میں یہ ہے:۔

"جو اللہ کی طرف سے صرف امور غیبیہ سے لوگوں کو اطلاع دیتا ہو، ان کو پند و نصائح کرتا ہو اور حق تعالیٰ کی جانب سے اس کو "وحی" آتی ہو وہ "نبی" کہلاتا ہے۔ لیکن ان اوصاف کے ساتھ ساتھ جو کفار اور نافرمان قوم کی تبلیغ پر بھی مامور کیا جائے وہ "رسول" ہوگا

(النبوات صفحہ ۱۷۲ تا ۱۷۴)

بعض حضرات نے لکھا ہے کہ "نبی" وہ ہوتا ہے جو شریعت جدیدہ نہ لے کر آئے اور رسول وہ ہوتا ہے جو شریعت جدیدہ لے کر آئے۔

(المسامرہ صفحہ ۸۲-۸۳)

لیکن ان سب تعریفوں پر کئی اشکال وارد ہوتے ہیں کیونکہ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں:۔

"ولیس من شرط الرسول ان یاتی بشریعۃ جدیدۃ فان یوسف کان رسولاً وکان علی ملۃ ابراھیم و داؤد و سلیمان کانا رسولین و کانا علی شریعۃ التوراۃ

رسول کے لئے یہ کوئی شرط نہیں کہ وہ شریعت جدیدہ لے کر آئے کیونکہ سیدنا یوسف علیہ السلام رسول تھے حالانکہ وہ کوئی نئی شریعت نہیں لائے تھے بلکہ وہ ملت اور شریعت ابراہیمی پر تھے اور سیدنا داؤد اور سیدنا سلیمان علیہم السلام بھی رسول تھے حالانکہ وہ تورات کی شریعت پر تھے۔"

(النبوت ص ۱۷۳)

نبی اور رسول کے فرق پر اہل علم کی طرف سے جو اشکالات وارد ہوتے ہیں ان سب اشکالات کا جواب دیتے ہوئے حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ نے "نبی" اور "رسول" کی ایک ایسی جامع اور مانع تعریف کردی ہے جس سے سب اشکالات خود بخود حل

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہو جاتے ہیں۔ فرماتے ہیں :

"رسول اور نبی کی تعریف میں اقوال متعدد ہیں۔ تتبع آیات مختلفہ سے جو بات احقر کے نزدیک محقق ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ ان دونوں کے مفہوم میں عموم و خصوص من وجہ ہے رسول وہ ہے جو مخاطبین کو شریعت جدیدہ پہنچاوے، خواہ وہ شریعت اس رسول کے اعتبار سے جدیدہ ہو جیسے تورات وغیرہ یا صرف مرسل الیہم کے اعتبار سے جدید ہو جیسے اسماعیل علیہ السلام کی شریعت کہ وہی شریعت ابراہیمیہ تھی لیکن قوم کو اس کا علم حضرت اسماعیل علیہ السلام ہی سے حاصل ہوا۔ اور خواہ وہ رسول نبی ہو یا نبی نہ ہو۔ جیسے ملائکہ کہ ان پر رسول کا اطلاق کیا گیا ہے اور وہ انبیاء نہیں ہیں یا جیسے انبیاء کے فرستادے اصحاب جیسا سورہ یٰسین میں ہے۔ اِذْ جَآءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ۔ اور نبی وہ ہے جو صاحب وحی ہو خواہ شریعت جدیدہ کی تبلیغ کرے یا شریعت قدیمہ کی جیسے اکثر انبیاء بنی اسرائیل کہ شریعت موسویہ کی تبلیغ کرتے تھے۔ پس من وجہ وہ عام اور من وجہ یہ عام ہے پس جن آیتوں میں دونوں مجتمع ہیں ان میں تو کوئی اشکال نہیں کہ عام و خاص کا جمع ہونا صحیح ہے اور جس موقعہ پر دونوں میں تقابل ہوا ہے جیسے : وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ : الخ چونکہ عام و خاص مقابل ہوتے نہیں اس لئے وہاں نبی کو عام نہ کریں گے بلکہ خاص کریں گے مبلغ شریعت سابقہ کے ساتھ پس معنی یہ ہوں گے۔ ما ارسلنا من قبلک من صاحب شرع جدید و صاحب شرع غیر جدید الخ لیکن چونکہ اب "لفظ رسول سے صاحب نبوت ہوتا ہے۔ اس لئے غیر نبی پر اطلاق اس کا بوجہ الہام کے درست نہیں۔"

(بیان القرآن جلد ۷، ص۱۱)

نبی چونکہ دنیا کو اللہ تعالیٰ کی بڑی عظیم الشان اور بڑی نافلوں والی خبریں دیتا ہے لہٰذا وہ نبی ہے اور خبریں اپنی طرف سے تو نہیں دے رہا بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کی وحی کی دی ہوئی خبریں ہیں یہ دوسرے لفظوں میں وہ پیغام دراصل اللہ جل شانہٗ کا ہے اور نبی اس پیغام کو دنیا میں لانے والا ہوتا ہے لہٰذا وہ اس لحاظ سے رسول بھی ہے۔ اسی وجہ سے قرآن حکیم میں مختلف انبیاء کو کبھی لفظ رسول سے پکارا گیا ہے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اور کبھی لفظ نبی سے وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ ۭ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا۔ اور کبھی رسول اور نبی دونوں سے جیسے وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ ۡ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ

© rasailojaraid.com